حقوقِ انسانی

قرآن و حدیث کی روشنی میں (۶)

از قلم: سید شبیر حسین زاہد

(۲۱) بیوہ کے حقوق

(ا) مرحوم شوہر کے ترکہ میں حصہ داری: بیوہ کو اس کے مرحوم شوہر کے ترکہ میں حصہ دار قرار دیا گیا ہے۔ (تفصیل سورۃ النساء میں دیکھئے)

(ب) نان و نفقہ: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "انہیں (بیوہ عورتوں کو) ایک سال تک خرچ نان و نفقہ دیا جائے گھر سے نکالے بغیر۔ پھر اگر وہ (عدت گزار کر) نکل جائیں اور دوسرا نکاح کرلیں .... تو تم پر کوئی گناہ نہیں" (البقرہ: ۲۴۰)

(ج) نکاحِ ثانی: ارشادِ خداوندی ہے: وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ (النور: ۳۲) "اور اپنے میں سے بیوہ عورتوں کا نکاح کرادیا کرو"۔ حضورؐ کی ایک زوجہ (سیدہ عائشہ صدیقہؓ) کے علاوہ تمام ازواج بیوہ تھیں۔

(د) بیوہ کے لئے دوڑ دھوپ کی فضیلت: صحیحین میں ارشاد نبویؐ ہے: "بیوہ عورتوں اور مسکینوں کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں دوڑ دھوپ کرنے والا"۔

(۲۲) مطلّقہ کے حقوق

(ا) طلاق میں عدل و انصاف قائم رکھنا: جب کوئی عورت ناپسندیدہ ہوجائے اور اس کو طلاق دینے کا ارادہ ہو جائے تو اسے طلاق دیتے وقت طلاق کے تمام تقاضے بحسن و خوبی پورے کئے جائیں۔ مثلاً حقِ مہر کی ادائیگی، جو مال ان کو طلاق سے پہلے دے دیا ہے اس کو واپس نہ لینا۔ تفصیل سورۃ النساء میں بیان ہوئی ہے۔

(ب) ظلم کی ممانعت: عورت کو طلاق دیتے وقت کسی طرح کا ظلم روا نہ رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ نہ تو اسے طلاق دی جائے اور نہ ہی معروف طریقہ کے مطابق بسایا جائے۔ اس پر کسی قسم کی ناروا پابندی بھی نہ لگائی جائے۔ تفصیل سورۃ النساء میں ہے۔
(ج) حسنِ سلوک: اگر طلاق دیتے وقت عورت کی کچھ دل جوئی کر دی جائے (مال وغیرہ سے) تو یہ بہت مستحسن ہے۔
(د) طلاقِ حَسَنہ: عورت کو طلاق دیتے وقت سنت طریقے سے طلاق دی جائے۔ اور ایک ہی وقت میں تین طلاق دے کر اس سے گلو خلاصی نہ کرلی جائے۔ اس طرح عورت کے لئے بھی گنجائش ہوگی کہ اگر وہ ضد یا غلط رویہ اپنائے ہوئے ہے تو شاید اس سے رجوع کر سکے۔
(ہ) بعد از طلاق تعلقات: قرآن حکیم نے "لَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ" (البقرہ:۲۳۷) کے حکم سے بعد از طلاق اچھے تعلقات (رشتہ دار یا واقف کار کی حیثیت سے) قائم رکھے جانے پر زور دیا ہے۔

(۲۳) احباب کے حقوق

(ا) اتحاد و بے تکلفی: "اور تمہارے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم کھاؤ اپنے گھروں سے .... اور اپنے دوستوں کے گھروں سے"۔ (النور:۶۱)
(ب) ایثار: مومنوں (انصارِ مدینہ) کی قرآن میں یہ ایک صفت بیان کی گئی ہے کہ "وہ ایثار کرتے ہیں (مہاجر دوستوں کے لئے) اپنی ذات کے مقابلے میں"۔ (الحشر:۹)
(ج) احسان و سلوک: نبی کریمؐ کا ارشاد ہے: "سب سے بڑھ کر نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ (اچھا) سلوک کرنا ہے"۔ اس فرمانِ نبویؐ کی روشنی میں خود اپنے دوست خصوصی حسنِ سلوک کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ سورۃ الاحزاب رکوع ۲ میں بھی دوستوں کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔
(د) تعارف: حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا: "جب ایک شخص دوسرے شخص سے دوستی اور بھائی چارہ کرے تو چاہئے کہ اس کا اور اس کے باپ کا نام پوچھ لے اور دریافت کرلے کہ وہ کن لوگوں میں سے ہے"۔ (ترمذی)

(ہ) دوستوں کے باہمی حقوق: مجموعی طور پر باہمی حقوق کا تذکرہ یہ ہے: مال کو اپنے دوست سے عزیز نہ رکھے، ایثار کرے اور اپنا حصہ اسے دے دے، دوست کی خدمت گزاری میں مصروف ہو، دوست کے حق میں ہمیشہ اچھی بات کہے، اس کے عیب چھپائے، دوست کے لئے اپنی محبت اور شفقت کو اس پر ظاہر کرے، اسے دین کی تعلیم دے، قصور پر مؤاخذہ نہ کرے، اگر گناہ کرے تو نرمی سے نصیحت کرے، زندگی میں اور موت کے بعد دوست کو اچھے لفظوں سے یاد کرے، اس کی دوستی اور وفاداری کو فراموش نہ کرے، دوست سے تکلف نہ کرے، اپنے آپ کو دوست سے کم تر سمجھے اور اس سے کوئی امید نہ رکھے۔ (حقوق و فرائض اسلام)

(۲۴) دشمن کے حقوق

(ا) عدل و انصاف: خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے ایمان والو! اللہ کے لئے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور کسی خاص (یعنی دشمن) قوم کی عداوت تمہارے لئے اس بات کا باعث نہ ہوجائے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔" (المائدہ: ۸)

(ب) ظلم و زیادتی کی ممانعت: باری تعالیٰ کا فرمان ہے: "جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی ان کے ساتھ خدا کے راستے میں لڑو لیکن زیادتی نہ کرو کیونکہ زیادتی کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا" (البقرہ: ۱۹)۔ مزید فرمایا: "پھر اگر وہ باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر کوئی زیادتی نہیں" (البقرہ: ۱۹۳)

(ج) دشمن کے قاصد، عورتوں اور بچوں کی رعایت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کے ایلچی سے فرمایا: "اگر میں قاصد اور ایلچی کو مار ڈالنے والا ہوتا تو تم دونوں کو قتل کردیتا" (مسند احمد)۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ سرورِ عالمؐ نے ارشاد فرمایا کہ "(دشمن کے) عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرنا" (بخاری و مسلم)

(د) عہد کی پابندی: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ "جس شخص میں اور کسی قوم میں عہد ہو تو اسے چاہئے کہ عہد کو نہ کھولے اور نہ باندھے (یعنی اس میں تغیر و تبدل نہ کرے) (ترمذی، ابو داؤد)

(ہ) صلح کی طرف سبقت: قرآن مجید کا فرمان ہے: "اگر کفار صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اس (صلح) کی طرف جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو" (الانفال: ۶۱)
(و) پناہ دینا: ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اگر مشرکوں میں سے کوئی شخص آپ سے پناہ چاہے تو اس کو پناہ دے دو...... پھر اس کو اس کی امن کی جگہ واپس پہنچا دو" (التوبہ: ۶)
(ز) دین کے بارے میں زبردستی نہ کرنا: پروردگارِ عالم کا فرمان ہے: "دین میں کسی قسم کی زبردستی نہیں" (البقرہ: ۲۵۶)۔ حضورؐ کا ارشاد ہے: "دین خیر خواہی کا نام ہے۔"

(۲۵) غیر مسلموں کے حقوق

غیر مسلم رعایا کی دو قسمیں ہیں، ایک ذمی جو کسی صلح نامہ یا معاہدہ کے ذریعہ اسلامی حکومت کے زیر اثر ہوں۔ دوسرے مفتوحین جو جنگ میں مغلوب ہوئے ہوں۔

☆ معاہدین کے حقوق

حضورؐ نے اہلِ نجران کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کیا، جس میں ان کے مذہبی، معاشرتی، معاشی اور شہری حقوق کی حفاظت کی گئی ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے پروفیسر غلام رسول کی تالیف "اسلام کے کارہائے نمایاں") حضور صاحبِ مرتبتِ عظیمہ کا فرمان ہے: "خبردار، جو شخص کسی معاہد پر ظلم کرے گا یا اس کے حقوق میں کمی کریگا یا اس پر ناروا بوجھ ڈالے گا یا اس کی مرضی کے خلاف کوئی امر انجام دے گا میں اس کے خلاف مستغیث بنوں گا" (بحوالہ کتاب مذکور)

☆ مفتوحین کے حقوق

(ا) روزی اور کفالت: اسلامی حکومت میں ضعیف، بے کار اور معذور ذمیوں کے گزارہ کے لئے بیت المال سے وظیفہ دیا جائے گا۔ (کتاب الاموال، ابوعبیدہ)
(ب) فدیہ کی ادائیگی: اگر ذمی دشمن کے قبضہ میں آجائے اور فدیہ دے کر چھڑانے کی ضرورت پیش آئے تو اس کا فدیہ بیت المال سے دیا جائے گا (بحوالہ ایضاً)
(ج) جان کی حفاظت: ذمیوں کی جان مسلمانوں کی جان کے برابر ہے، اس کے قاتل کو یا تو قتل کیا جائیگا یا اس کا خون بہا ادا کیا جائے گا۔ (بحوالہ اسلام کے کارہائے نمایاں ص ۲۷۰)

(د) مال کی حفاظت: ذمی کے مال کی حفاظت بھی اسلامی حکومت کے ذمہ ہے اور اس کے مال یا جائیداد کے نقصان کی تلافی کرنا ضروری ہے۔ (کتاب الاموال ابو عبیدہ اندلسی)
(ہ) شرعی آزادی: ذمیوں کو اسلامی ریاست میں مکمل شرعی آزادی کے ساتھ رہنے کا حق ہے، اس ضمن میں ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائیگا (ایضاً)
(و) تحفظِ عزت: ذمی کو تکلیف دینا ویسے ہی ناجائز ہے جیسے ایک مسلمان کو، اور اس کی برائی کرنا بھی ایک مسلمان کی طرح ممنوع و حرام ہے (درِّ مختار جلد ۲)
(ز) جزیہ اور خراج کی وصولی میں نرمی: ذمیوں سے جزیہ اور خراج کی وصولی میں سختی سے منع کیا گیا ہے اور ان کا مال ناجائز طریقہ سے کھانے اور ان پر ظلم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۲۶) حقوق اہلِ کتاب

(ا) بحث میں نرمی: فرمانِ الٰہی ہے: "اور ان (اہلِ کتاب) کے ساتھ بحث کرو تو پسندیدہ طریقے سے کرو" (النحل: ۱۲۵)۔ "اور اہلِ کتاب کے ساتھ جھگڑا نہ کیا کرو مگر عمدہ طریقے سے" (العنکبوت: ۴۶)
(ب) زیادتی کی ممانعت: حضورؐ کا ارشاد ہے: "بیشک خدا نے اس بات کو حلال نہیں کیا کہ اہلِ کتاب کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل ہو جاؤ۔ اور نہ یہ حلال کیا ہے کہ ان کی عورتوں کو مارو اور نہ یہ کہ ان کے پھل کھاؤ جب وہ تم کو وہ چیز دیتے رہیں جو ان پر مقرر ہے" (یعنی جزیہ) (ابو داؤد)
(ج) میل جول: فرمانِ خداوندی ہے: "اور اہلِ کتاب کا کھانا بھی تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے.... اور اہلِ کتاب میں سے پارسا عورتیں بھی تمہارے لئے حلال ہیں جبکہ تم ان کو قیدِ نکاح میں لا کر ان کے مہران کو دے دو...." (المائدہ: ۵)
(د) فیصلے میں انصاف: فرمانِ الٰہی ہے: "(اے پیغمبرؐ) اگر یہ یہودی آپؐ کے پاس آئیں تو آپ چاہیں تو ان کے مابین فیصلہ کریں اور چاہیں تو ان سے اعراض کریں۔ اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان کے مابین انصاف سے فیصلہ کریں" (المائدہ: ۴۲)

(۲۷) حقوق اہل معاملہ

(ا) ناپ تول میں انصاف : ارشاد خداوندی ہے :" اور انصاف کے ساتھ سیدھی تول تولو اور کم نہ تولو"(الرحمٰن :۹)۔ "کم دینے والوں کے لئے بڑی تباہی اور بربادی ہے کہ لوگوں سے ماپ کر (پورا) لیتے ہیں اور جب لوگوں کو دیتے ہیں تو (کم ماپ یا کم تول کے ساتھ) کم (کرکے) دیتے ہیں"(التطفیف تا۔ ۳)

(ب) ادھار تحریری شکل میں : فرمانِ خداوندی ہے :" اے ایمان والو! جب تم ایک میعاد معین تک ادھار کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو۔" (مکمل تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو البقرہ: ۲۸۲)

(ج) خوش معاملگی: حضورؐ کا ارشاد ہے :" جو شخص لوگوں کے مال (قرض) لیتا ہے اور اس کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے تو خدا اس کو ادا کروتا ہے" (بخاری)۔"قرض کی تلافی بس یہی ہے کہ قرضہ ادا کردیا جائے اور قرض دینے والے کا احسان مانا جائے" (نسائی)

(د) قرض کی واپسی میں رعایت : حضورؐ نے فرمایا :"مالدار آدمی کا اپنے قرض (کی واپسی) میں دیر کرنا ظلم ہے (بخاری' مسلم)۔ حضورؐ نے ایک تباہ حال قرض دار کے بارے میں قرض خواہوں سے فرمایا:"جو کچھ تم نے پالیا ہے اس پہ کفایت کرو" (مسلم)۔ قرآن مجید میں آیا ہے :"اور اگر کوئی (قرض دار) تنگدست ہو تو فراخی تک کی مہلت دینا ہے" (البقرہ : ۲۸۰)۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ (بخشش اور آسانی کا خواہشمند تاجر) تنگدست مقروض کو مہلت دے یا سارا قرض اسے معاف کردے" (مسلم)

(ہ) سختی کرنے کا حق : حضور اکرم ؐ نے فرمایا:"حقدار کو سختی کرنے کا حق حاصل ہے" (صحیحین)

(و) معاملات میں سہولت و آسانی: حضورؐ نے فرمایا :" خدا اس شخص پر رحم کرے جو خریدنے اور تقاضا کرنے میں فیاضی کرنے والا ہو" (بخاری)

اس کے علاوہ بھی سیرت طیبہ اور اسلامی تعلیمات سے ہمیں معاشرے کے متعدد اصحاب کے متعدد حقوق کے نمونے ملتے ہیں' مثلاً رضاعی ماں باپ کے حقوق' رضاعی بہن بھائیوں کے حقوق' سفر کے ساتھی کے حقوق' تاجر اور خریدار کے حقوق' مردہ کے حقوق'

بیوی اور بچوں (اہل و عیال) کے حقوق، تنگدست مسافر کے حقوق، لاوارث اور بے سہارا لوگوں کے حقوق، نوجوانوں کے حقوق، تجارت کے حقوق، قاضی اور فریقین کے حقوق، خود اپنی جان کے حقوق، کاروباری ساتھی کے حقوق، حتیٰ کہ پیدا ہونے والے بچے کے قبل از پیدائش حقوق بھی ذکر ہوئے ہیں جن کی تفصیل و تشریح کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ عمومی طور پر انسانوں کے حقوق، عالمی برادری کے حقوق اور عورتوں کے حقوق بھی بیان ہوئے ہیں۔ غرضیکہ انسانوں کے حقوق کا تحفظ کر کے خاتم النبیینؐ نے قیامت تک انسانوں کی مکمل دستگیری فرمائی ہے۔ اس لئے کہ آپؐ کے بعد نہ کسی نبی نے آنا ہے اور نہ کسی امت نے کہ جو آپؐ کی تعلیمات میں اضافے کی گنجائش ہوتی۔

حجۃ الوداع کا خطبہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے بلاشبہ انسانی حقوق کا عالمی منشور ہے۔ انسانوں کے حقوق کے محافظؐ نے آج سے پندرہ صدیاں پیشتر ہی انسانی حقوق کا اتنا عمدہ اور اکمل تحفظ کیا کہ آج کا اقوام متحدہ کا ہیومن چارٹر آپؐ کے قائم کردہ منشور کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس مختصر تحریر میں خطبہ حجۃ الوداع کے حوالے سے انسانی حقوق پر گفتگو کرنا ممکن نہیں (تفصیلات حدیث اور سیرت کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہیں) لیکن دو باتیں ضرور کہی جاسکتی ہیں۔ اول، خطبہ میں اپنوں اور غیروں کے حقوق کا تحفظ بے مثال انداز سے کیا گیا ہے۔ دوم، خطبہ کا اختصار اور اس سے مترشح احکام و تفصیلات کا اقتضاء حضورؐ کی معجز بیانی پر شاہد ہے۔ قوانین کی چودہ سو سالہ مسلم و غیر مسلم تاریخ ان دونوں نتائج پر شاہد ہے۔ تحریر زیرِ نظر شاہد ہے کہ واقعی انسانی حقوق کے حوالے سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنوں اور غیروں کے لئے رحمت ثابت ہوئے!

حوالہ جات کے لئے درج ذیل مآخذ و مصادر کی طرف رجوع فرمایئے:

(۱) قرآن کریم، (ترجمہ مولانا مودودی)
(۲) احکام القرآن، چودھری نذر محمد
(۳) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، مولانا اشرف تھانوی
(۴) فقہ القرآن (سوم)، مولانا محمد عمر عثمانی
(۵) سیرت النبیؐ (ششم)، سید سلیمان ندوی
(۶) سیرت رسول عربیؐ، مولانا نور بخش توکلی
(۷) سیرتِ سرور عالمؐ، مولانا مودودی
(۸) محمد رسول اللہ، محمد رضا مصری / محمد عادل قدوسی
(۹) حقوق و فرائضِ اسلام، مولانا محمد فیروز الدین
(۱۰) ذکرِ رسولؐ، مولانا کوثر نیازی
(۱۱) تاریخِ حدیث، ڈاکٹر غلام جیلانی برق
(۱۲) اسلام کے کارہائے نمایاں، پروفیسر غلام رسول
(۱۳) غیر فانی تہذیب، پروفیسر سعید احمد
(۱۴) زاد راہ، مولانا جلیل احسن ندوی
(۱۵) راہ عمل، مولانا جلیل احسن ندوی
(۱۶) حقوق العباد، سید اوصاف علی